INKWELL INSIGHTS

IN SOCIAL AND RELIGIOUS STUDIES

Website: https://journals.inkwellliterature.com

Issue: 03 *(January – March 2025)* Receive Date: *April 11, 2025*

Volume: 01 ISSN: 3079-4625 (Print), 3079-4633 (Online)

https://journals.inkwellliterature.com/index.php/inkwell-insights-in-social /index

Title

عدالتی تاخیر اور عوامی محرومی: اسلامی عدل کے اصولوں کی روشنی میں موجودہ مسائل کا تحقیقی جائزہ

Judicial Delay and Public Deprivation: A Critical Analysis of Contemporary Issues in the Light of Islamic Principles of Justice

Author's

Yasir Ali

MPhil Scholar, Islamic Studies HITEC University Taxila
Email: ya900729@gmail.com Orcid: https://orcid.org/0009-0007-6378-0904

Muhammad Arif
LLB Graduate, Law Department University of Peshawer
Email: marifadv302@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0000-9831-3029

Muhammad Abbas
MPhil Scholar, Islamic Studies HITEC University Taxila
Email: abbasgilgiti9000@gmail.com ORCID: https://orcid.org/0009-0001-2112-7639

Citation

Yasir Ali, Muhammad Arif, Muhammad Abbas, Judicial Delay and Public Deprivation: A Critical Analysis of Contemporary Issues in the Light of Islamic Principles of Justice عدالتی تاخیر اور عوامی محرومی: اسلامی عدل کے اصولوں کی روشنی میں موجودہ مسائل کا تحقیقی جائزہ, *Inkwell Insights in Social and Religious Studies, Retrieved from* https://journals.inkwellliterature.com/index.php/inkwell-insights-in-social

Published

May 21, 2025

Indexation

ISSN, Google Scholar, DOI, Cross-ref

Publisher

Editorial Office IISRS

Inkwell Innovations Publishers
Phone: *+92-300-9598201*
Email Address: editorial.inkwell@gmail.com
Address: *Inkwell Innovations Editorial Office, House 222, Bismillah Town Mardan 23200 Mardan, KP, Pakistan*

Abstract

This research paper critically investigates the phenomenon of judicial delay and its far-reaching implications for public deprivation, especially within the Pakistani context. The study explores the structural, financial, and administrative causes of delayed justice, such as judicial backlog, shortage of judges, and technical obstacles. It further analyzes the societal consequences including erosion of public trust, psychological and financial burdens on litigants, the rise of vigilante justice, and class-based disparities. Through a detailed examination of Qur'anic injunctions and prophetic traditions, the concept of swift and equitable justice in Islam is highlighted. Models from the era of the Prophet Muhammad ﷺ and the Rashidun Caliphate demonstrate the practical implementation of timely justice. A comparative review is conducted between the current judicial system and the Islamic judiciary, emphasizing differences in accountability, efficiency, and ethical standards. The paper concludes with practical Islamic-based recommendations for judicial reform, including time management, training of judges (qudāt), safeguarding litigants' rights, technological integration, and promotion of alternative dispute resolution. The study aims to offer a relevant, faith-based framework for restoring public trust in the judiciary through justice that is not only delivered but delivered timely.

***Keywords**: Justice, Delay, Islam,Courts, Public, Reform, Accountability, Judiciary*

عدل و انصاف کسی بھی معاشرے کی بنیاد اور ستون ہوتے ہیں۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں انصاف میں تاخیر ہو، وہاں نہ صرف قانون کی افادیت کم ہو جاتی ہے بلکہ عوامی اعتماد بھی متزلزل ہوتا ہے۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں عدالتی تاخیر (Judicial Delay) ایک سنگین مسئلہ بن چکا ہے، جس سے نہ صرف مقدمات میں الجھے ہوئے افراد متاثر ہوتے ہیں بلکہ پورا عدالتی نظام دباؤ کا شکار ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ معاشرتی، اقتصادی اور نفسیاتی اعتبار سے عوام کو محرومی کا شکار بناتا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد عدالتی تاخیر کے اسباب و اثرات کا جائزہ لینا ہے اور اس کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھنا ہے کہ اسلام نے عدل کی بروقت فراہمی کے لیے کیا رہنما اصول دیے ہیں۔

عدالتی تاخیر کی موجودہ صورت حال

پاکستانی عدلیہ میں لاکھوں مقدمات زیر التواء ہیں۔ سپریم کورٹ سے لے کر ماتحت عدالتوں تک، ہر سطح پر مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر معمول بن چکی ہے۔ کئی مقدمات دہائیوں تک چلتے ہیں، جس کے نتیجے میں مظلوم کو انصاف ملنے کے بجائے انصاف کی امید بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عدالتی تاخیر کی وجوہات میں ججوں کی کمی، وکلاء کی ہڑتالیں، ناکافی عدالتی سہولیات، ناقص عدالتی نظام اور تکنیکی پیچیدگیاں شامل ہیں۔ نتیجتاً، عام آدمی قانون سے متنفر ہو کر غیر رسمی یا غیر قانونی ذرائع سے "انصاف" حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، جو مزید بے چینی اور فتنہ کا باعث بنتی ہے۔

اسلام میں عدل کو ایک عظیم دینی و معاشرتی قدر قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید کی کئی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث عدل و انصاف کے قیام پر زور دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ..." [1]

"بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

اسی طرح ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

" القضاة ثلاثة: واحد في الجنة، واثنان في النار، فاما الذي في الجنة فرجل عرف الحق فقضى به، ورجل عرف الحق فجار في الحكم فهو في النار، ورجل قضى للناس على جهل فهو في النار"[2]

" قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک جنتی اور دو جہنمی، رہا جنتی تو وہ ایسا شخص ہو گا جس نے حق کو جانا اور اسی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ شخص جس نے حق کو جانا اور اپنے فیصلے میں ظلم کیا تو وہ جہنمی ہے۔"

اسلامی تاریخ میں خلافت راشدہ کا عدالتی نظام ایک مثالی نظام تھا، جس میں بروقت انصاف کی فراہمی، قاضی کی دیانت و غیر جانبداری اور عوامی حقوق کا تحفظ شامل تھا۔

تحقیق کے مقاصد

1. پاکستان میں عدالتی تاخیر کے اسباب اور اس کے عوامی و سماجی اثرات کا تجزیاتی مطالعہ کرنا۔
2. اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عدل و انصاف کے اصولوں کا مطالعہ اور ان کی موجودہ عدالتی نظام سے تقابلی جانچ۔
3. اسلامی عدالتی اصولوں کی روشنی میں موجودہ عدالتی نظام کو مؤثر بنانے کے لیے قابلِ عمل اصلاحی تجاویز پیش کرنا۔

تحقیقی سوالات:

4. عدالتی تاخیر کے موجودہ نظام میں بنیادی اسباب کیا ہیں اور ان کے عوامی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟
5. اسلامی تعلیمات عدل کے کن اصولوں پر زور دیتی ہیں اور ان کا عدالتی نظام کی تشکیل میں کیا کردار ہو سکتا ہے؟
6. اسلامی عدالتی اصولوں کی روشنی میں موجودہ نظام عدل کو بہتر اور مؤثر بنانے کے لیے کون سی اصلاحات ممکن ہیں؟

عدالتی تاخیر: ایک تعارف

عدالتی تاخیر (Judicial Delay) سے مراد وہ صورتحال ہے جس میں کسی مقدمے کے فیصلے میں غیر معمولی وقت صرف ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں فریقین کو انصاف بروقت فراہم نہیں ہوتا۔ یہ تاخیر انصاف کی روح کے منافی ہے۔ ایک مشہور قانونی اصول ہے:

"Justice delayed is justice denied[3]"

"انصاف میں تاخیر، انصاف سے انکار کے مترادف ہے۔"

اسلامی تعلیمات میں بروقت انصاف کی فراہمی کو عدل کا ایک بنیادی جز قرار دیا گیا ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے:

"العدل أساس الملك"[4]

"عدل ریاست کی بنیاد ہے۔"

پاکستان میں عدالتی تاخیر کے اسباب

پاکستان میں عدالتی تاخیر ایک سنگین مسئلہ ہے جو عدلیہ کی کارکردگی اور عوام کے اعتماد کو متاثر کرتا ہے۔ اس مسئلے کے متعدد اسباب ہیں جن میں عدالتی بوجھ، کمزور عدالتی ڈھانچہ، ججز اور وکلاء کی کمی اور تکنیکی ومالی رکاوٹیں شامل ہیں۔ ملک میں مقدمات کی بھرمار سے عدالتوں پر دباؤ بڑھ رہا ہے اور عدالتوں میں مقدمات کا فیصلہ کرنا مزید پیچیدہ ہو گیا ہے۔ ان تمام مسائل کے نتیجے میں عدلیہ کی کارکردگی میں تاخیر ہوتی ہے جس سے عوام میں انصاف کی فراہمی کے حوالے سے بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔

i. عدالتی بوجھ (Case Backlog)

پاکستانی عدالتی نظام میں مقدمات کی بھرمار ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کی 2023 کی رپورٹ کے مطابق ملک بھر میں 21 لاکھ سے زائد مقدمات زیر التواء ہیں۔ اس میں سے اکثر مقدمات سالہا سال سے فیصلہ طلب ہیں۔ عدالتیں نئے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے پرانے مقدمات کو نظر انداز کر دیتی ہیں، جس سے بوجھ مزید بڑھتا ہے۔[5]

ii. کمزور عدالتی ڈھانچہ

پاکستان میں عدالتی نظام بنیادی سطح پر کمزور ہے۔ عدالتوں کی عمارتیں، سہولیات اور ٹیکنالوجی کی کمی نہ صرف فیصلوں میں تاخیر کا باعث بنتی ہے بلکہ مقدمات کے معیار کو بھی متاثر کرتی ہے۔ دیہی علاقوں میں بالخصوص عدالتی ڈھانچہ بہت غیر معیاری ہے۔ اکثر عدالتیں عدالتی ریکارڈ کو ہاتھ سے مرتب کرتی ہیں جس سے مقدمات کی پروسیسنگ مزید سست ہو جاتی ہے۔[6]

iii. وکلاء اور جج حضرات کی کمی

پاکستان میں ججز کی تعداد، آبادی اور مقدمات کے تناسب سے بہت کم ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق فی لاکھ افراد پر پاکستان میں صرف 17 ججز ہیں، جبکہ عالمی اوسط 50 سے 100 ججز فی لاکھ افراد ہے۔ اسی طرح تربیت یافتہ وکلاء کی کمی، مقدمات میں غیر ضروری التواء کی درخواستیں اور وکلاء کی ہڑتالیں عدالتی نظام میں خلل پیدا کرتی ہیں۔ ججز پر دباؤ کی وجہ سے ان کے فیصلے بھی اکثر تاخیر کا شکار ہوتے ہیں۔[7]

iv. تکنیکی ومالی رکاوٹیں

جدید عدالتی نظام میں ٹیکنالوجی کا کردار کلیدی ہوتا جا رہا ہے، مگر پاکستان میں عدالتی نظام اب بھی پرانے طریقہ کار پر چل رہا ہے۔ ای-فائلنگ، ویڈیو لنک سماعت اور ریکارڈ ڈیجیٹلائزیشن جیسی سہولیات بہت محدود ہیں۔ مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے جدید عدالتی اصلاحات کا نفاذ ممکن نہیں ہو پا رہا، خاص طور پر ماتحت عدالتیں شدید بجٹ بحران کا شکار ہیں۔ عدالتوں کے پاس

کیس مینجمنٹ سسٹم نہیں ہے، جس کی وجہ سے مقدمات کی منصوبہ بندی مؤثر انداز میں نہیں ہو پاتی۔[8]

اسلامی تعلیمات میں انصاف کی فراہمی کو صرف "فیصلہ "کرنے سے نہیں بلکہ "بروقت فیصلہ "کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے قاضیوں کو نصیحت فرمائی:

"عن علي، قال:" بعثني رسول الله ﷺ إلى اليمن قاضيا، فقلت: يا رسول الله، ترسلني وانا حديث السن، ولا علم لي بالقضاء، فقال: إن الله سيهدي قلبك، ويثبت لسانك، فإذا جلس بين يديك الخصمان فلا تقضين حتى تسمع من الآخر كما سمعت من الاول فإنه احرى ان يتبين لك القضاء"، قال: فما زلت قاضيا او ما شككت في قضاء بعد. "[9]

"علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے (قاضی) بنا کر بھیج رہے ہیں جب کہ میں کم عمر ہوں اور قضاء (فیصلہ کرنے) کا علم بھی مجھے نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دل کی رہنمائی کرے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا، جب تم فیصلہ کرنے بیٹھو اور تمہارے سامنے دونوں فریق موجود ہوں تو جب تک تم دوسرے کا بیان اسی طرح نہ سن لو جس طرح پہلے کا سنا ہے فیصلہ نہ کرو کیونکہ اس سے معاملے کی حقیقت واشگاف ہو کر سامنے آجائے گی" وہ کہتے ہیں: تو میں برابر فیصلہ دیتا رہا، کہا: پھر مجھے اس کے بعد کسی فیصلے میں شک نہیں ہوا۔ "

خلافتِ راشدہ میں مقدمات کے فیصلے ایام یا ہفتوں میں مکمل ہوتے تھے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے قاضیوں کو ہدایت دی کہ وہ ہر معاملے میں جلدی اور انصاف سے فیصلہ کریں، تاکہ عوام مطمئن رہیں اور فتنے سے محفوظ رہیں۔

پاکستان میں عدالتی تاخیر صرف ایک قانونی مسئلہ نہیں بلکہ سماجی و اقتصادی بحران بھی ہے۔ جب عوام کو بروقت انصاف نہیں ملتا تو وہ قانون سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ اسلامی عدل کا تقاضا ہے کہ انصاف نہ صرف مکمل ہو بلکہ فوری بھی ہو، تاکہ معاشرہ سکون اور اعتماد کی فضا میں آگے بڑھے۔

عدالتی تاخیر کے عوامی اثرات

پاکستان سمیت دنیا کے متعدد ممالک میں عدالتی تاخیر ایک سنجیدہ اور پیچیدہ مسئلہ بن چکی ہے، جو نہ صرف قانونی نظام کی ساکھ کو متاثر کرتی ہے بلکہ عوامی سطح پر بے چینی، مایوسی اور ادارہ جاتی بداعتمادی کو بھی جنم دیتی ہے۔ جب انصاف کی فراہمی غیر معیّنہ مدت تک مؤخر ہوتی ہے، تو اس کے نتائج عام شہریوں کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہ تاخیر عوامی اعتماد کو مجروح کرتی ہے، مالی اور نفسیاتی دباؤ پیدا کرتی ہے، لوگوں کو خود ساختہ انصاف جیسے خطرناک رویوں کی طرف مائل کرتی ہے، اور معاشرتی سطح پر امیر و غریب کے درمیان عدالتی تفریق کو بڑھاوا دیتی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عدل کو ایک بنیادی فریضہ قرار دیا گیا ہے، جو صرف فیصلہ دینے سے نہیں بلکہ بروقت، غیر جانبدار اور مساویانہ انداز میں فیصلے کرنے سے مکمل ہوتا

ہے۔ موجودہ عدالتی نظام میں پائی جانے والی سستی اور غیر مؤثر کارروائیاں نہ صرف شرعی اصولوں سے متصادم ہیں بلکہ ریاستی نظم و نسق کے لیے بھی ایک بڑا چیلنج ہیں۔ اس پس منظر میں، عدالتی تاخیر کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینا ناگزیر ہو گیا ہے، تاکہ اس کے عوامی اثرات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے اور ان کے سدباب کے لیے مؤثر حکمت عملی وضع کی جا سکے۔

i. عوامی محرومی اور اعتماد کا فقدان

عدالتی نظام میں تاخیر کی سب سے بڑی قیمت عوام کو ادا کرنی پڑتی ہے، جو بروقت انصاف سے محروم ہو کر محرومی، مایوسی اور ریاستی اداروں پر اعتماد کے بحران کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب شہریوں کو سالوں تک عدالتوں میں پیشیاں بھگتنا پڑتی ہیں اور فیصلے التوا کا شکار رہتے ہیں تو وہ ریاست کے عدالتی نظام کو غیر مؤثر تصور کرنے لگتے ہیں۔ یہ صورتحال عوام کے عدالتی عمل پر اعتماد کو کمزور کرتی ہے۔

اسلامی عدل کا اصول یہ ہے کہ انصاف نہ صرف کیا جائے بلکہ اس کا بروقت ہونا بھی لازم ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ"[10]

"بیشک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

جب انصاف تاخیر کا شکار ہوتا ہے تو عوام قانون کو اپنا محافظ نہیں بلکہ رکاوٹ سمجھتے ہیں اور اس کا نتیجہ معاشرے میں ادارہ جاتی بداعتمادی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ HRCP (Human Rights Commission of Pakistan) کی 2022 کی رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں 62 فیصد شہری عدالتی نظام کو "سست، مہنگا اور ناقابل اعتبار" تصور کرتے ہیں۔

ii. مالی و نفسیاتی نقصان

عدالتی تاخیر کا دوسرا اہم اثر مالی اور نفسیاتی نقصان کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ایک عام شہری جس کا کیس برسوں تک چلتا ہے، وہ نہ صرف مقدمہ کی پیروی پر لاکھوں روپے خرچ کرتا ہے بلکہ مسلسل ذہنی دباؤ، بے چینی اور پریشانی کا شکار رہتا ہے۔ اس دباؤ کا اثر افراد کی گھریلو، سماجی اور پیشہ ورانہ زندگی پر بھی پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ"[11]

"اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو، تو عدل کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ عدل محض نتیجہ نہیں بلکہ فیصلہ کرنے کے عمل میں بنیادی معیار ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ فیصلے تاخیر کے بغیر کیے جائیں، تاکہ لوگوں کو انصاف ملے۔

عدالتی اخراجات، وکلاء کی فیس، بار بار کی پیشیاں اور فیصلہ نہ آنے کی صورت میں وقت کا ضیاع عام شہری کو معاشی تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کرتا ہے۔ Asian Development Bank کی 2021 کی رپورٹ کے مطابق، پاکستان میں 40

فیصد دیوانی مقدمات کے فریقین مالی دباؤ کی وجہ سے مقدمات سے دستبردار ہو جاتے ہیں، جو نظام پر عوامی اعتماد کو مزید کمزور کرتا ہے۔

iii. قانون شکنی اور خود ساختہ انصاف (Vigilantism)

جب لوگ عدالتوں سے انصاف کی امید چھوڑ دیتے ہیں، تو وہ قانون کو ہاتھ میں لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہی رویہ خود ساختہ انصاف (vigilantism) کہلاتا ہے، جس میں فرد یا گروہ خود ہی مجرم کو سزا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ پاکستان میں بعض علاقوں میں زمین کے جھگڑوں، چوری یا جنسی جرائم میں ماورائے عدالت فیصلے اور قتل عام کی خبریں عدالتی نظام پر عوامی مایوسی کی عکاسی کرتی ہیں۔

اسلامی شریعت کے مطابق، انصاف کا اختیار صرف ریاست کو حاصل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لو يعطى الناس بدعواهم ادعى ناس دماء رجال واموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه"[12]

"اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کے مطابق دے دیا جائے، تو لوگ دوسروں کی جان اور مال کا (ناحق) دعویٰ کر بیٹھیں گے، لیکن مدعیٰ علیہ کو قسم کھانا چاہیئے"

جب عدالتی نظام سست روی کا شکار ہو جائے تو جرائم پیشہ عناصر کو کھلی چھوٹ مل جاتی ہے اور مظلوم خود کو غیر محفوظ محسوس کرتا ہے۔ یہ صورت حال پورے معاشرتی نظام میں بد نظمی، فتنہ اور انتشار کو جنم دیتی ہے، جیسا کہ 2022 میں سیالکوٹ[13] اور مردان میں مشتعل ہجوم کے ذریعے قتل کے واقعات میں دیکھنے کو ملا۔[14] ان واقعات کا تعلق براہ راست عدالتی اعتماد کے بحران سے ہے۔

iv. طبقاتی انصاف کا فروغ

عدالتی تاخیر سے سب سے زیادہ نقصان کمزور اور غریب طبقے کو پہنچتا ہے، جبکہ بااثر افراد مہنگے وکلاء، سفارشات اور قانونی پیچیدگیوں کا فائدہ اٹھا کر فیصلوں میں تاخیر پیدا کر لیتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں ایک "دوہرا عدالتی معیار" جنم لیتا ہے، جہاں امیر کے لیے انصاف جلد اور غریب کے لیے کبھی نہیں آتا۔

اسلامی تعلیمات میں طبقاتی تفریق کے بغیر عدل کی ہدایت کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ان قريشا اهمتهم المراة المخزومية التي سرقت، فقالوا: من يكلم رسول الله ﷺ، ومن يجترئ عليه، إلا اسامة بن زيد، حب رسول الله ﷺ، فكلم رسول الله ﷺ، فقال: اتشفع في حد من حدود الله، ثم قام فخطب، قال: يا ايها الناس إنما ضل من قبلكم، انهم كانوا إذا سرق الشريف تركوه، وإذا سرق الضعيف فيهم اقاموا عليه الحد، وايم الله لو ان فاطمة بنت مُحَمَّد ﷺ سرقت، لقطع مُحَمَّد يدها"[15]

"ایک مخزومی عورت کا معاملہ جس نے چوری کی تھی، قریش کے لوگوں کے لیے اہمیت اختیار کر گیا اور انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں کون بات کر سکتا ہے اسامہ رضی اللہ عنہ کے سوا، جو نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے ہیں اور کوئی آپ سے سفارش کی ہمت نہیں کر سکتا؟ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اللہ کی حدوں میں سفارش کرنے آئے ہو۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور فرمایا "اے لوگو! تم سے پہلے کے لوگ اس لیے گمراہ ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے تھے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا ہاتھ ضرور کاٹ ڈالتے۔"

پاکستانی عدالتی نظام میں طاقتور افراد ضمانت، اسٹے آرڈر، یا اثر ورسوخ کے ذریعے مقدمات کو طول دیتے ہیں، جبکہ عام فرد ان سہولتوں سے محروم ہوتا ہے۔ Supreme Court Bar Association کی 2022 کی ایک ریسرچ میں یہ بات سامنے آئی کہ دیہی اور متوسط طبقات کو عدالتی فیصلے حاصل کرنے کے لیے اوسطاً 8 سے 12 سال لگتے ہیں، جبکہ بااثر طبقہ 3 سے 5 سال میں فیصلے حاصل کر لیتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں عدل کا تصور

عدل، اسلامی تعلیمات کی روح اور اسلامی معاشرے کی اساس ہے۔ یہ محض قانونی یا عدالتی اصول نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر اخلاقی قدر ہے جو فرد، خاندان، معاشرہ اور ریاست — ہر سطح پر انصاف، توازن اور حق رسانی کا ضامن ہے۔ قرآنِ کریم نے عدل کو نہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کا بنیادی جزو قرار دیا بلکہ متعدد مواقع پر اسے ایمان، تقویٰ اور امانت داری سے جوڑ کر پیش کیا۔ رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور خلافتِ راشدہ کے سنہری ادوار عدل و انصاف کی روشن مثالیں ہیں، جن میں عدل کو عملاً نافذ کر کے دنیا کو ایک مثالی ریاستی نظم کا نمونہ دکھایا گیا۔ عدل کا یہ اسلامی تصور آج کے دور میں بھی نہایت موزوں اور ضروری ہے، جہاں عدالتی نظام کو غیر جانبداری، شفافیت، اور بروقت فیصلوں جیسے اصولوں کی شدید ضرورت ہے۔ موجودہ عالمی عدالتی چیلنجز کا حل اسی قرآنی و نبوی ماڈل میں مضمر ہے، جو ہر حق دار کو بلا تفریق اس کا حق فراہم کرنے کی تلقین کرتا ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں عدل کا مفہوم

قرآن کریم میں عدل کو ایک بنیادی اخلاقی قدر کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو نہ صرف معاشرتی ہم آہنگی بلکہ قانونی اور سیاسی نظم کی بنیاد ہے۔ عدل کا مفہوم صرف مقدمات میں فیصلہ دینا نہیں، بلکہ ہر حق دار کو اس کا حق دینا ہے، خواہ وہ ذاتی، سماجی یا ریاستی دائرے میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر عدل کی تاکید فرمائی ہے، جو اس کی شریعت کا جوہر ہے۔

سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ"[16]

ترجمہ: "بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

یہ آیت نہ صرف قانونی معاملات بلکہ سماجی و انفرادی تعلقات میں بھی عدل کی جامع ہدایت فراہم کرتی ہے۔

اسلامی تصور عدل میں ذاتی وابستگی، خاندانی تعلقات، یا معاشی و سیاسی مفادات کو فیصلے پر اثر انداز ہونے سے روکا گیا ہے۔ یہ عدل کی وہ شکل ہے جو کسی بھی کامیاب، منصف اور بااعتماد عدالتی نظام کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہے — بالخصوص موجودہ دور میں جب عدالتی تاخیر اور تعصب پر سوالات اٹھائے جا رہے ہیں۔

قرآن مجید میں سورۃ النساء کی آیت 58 میں عدل کی بنیادی نوعیت اور اس کی عملی تطبیق کو بیان کیا گیا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ"[17]

ترجمہ: "بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔"

یہ آیت عدالتی عمل کی دو بنیادی جہات کی وضاحت کرتی ہے:

1. امانت داری یعنی مناصب اہل لوگوں کے سپرد کرنا اور
2. عدل کے تقاضوں کو ہر فیصلے میں ملحوظ رکھنا۔

اگر عدالتی ادارے انہی اصولوں پر قائم ہوں تو انصاف میں تاخیر یا تعصب کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

اسی طرح سورۃ المائدہ کی آیت 8 میں فرمایا گیا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ... اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى"[18]

ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ کے لیے حق پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بنو... عدل کرو کہ یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔"

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ عدل صرف قانونی تقاضا نہیں، بلکہ ایک روحانی و اخلاقی فریضہ بھی ہے، جو تقویٰ کے قریب تر ہے۔ موجودہ عدالتی نظام میں اگر تقویٰ اور غیر جانبداری کو فیصلہ سازی کی بنیاد بنایا جائے تو عدالتی تاخیر، جانبداری اور عوامی بے اعتمادی جیسے مسائل بڑی حد تک حل ہو سکتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا اسوۂ عدل

رسول اکرم ﷺ کی پوری زندگی عدل و انصاف کا عملی نمونہ تھی۔ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں ایک ایسا ریاستی ماڈل قائم کیا جو انسانی برابری، عدل، شفافیت اور بروقت فیصلوں پر مبنی تھا۔ چاہے مقدمہ کسی قریبی صحابی کا ہو یا دشمن کا، نبی کریم ﷺ نے کبھی حق و عدل سے انحراف نہیں کیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم سے پہلے کی قومیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور جب کمزور چوری کرتا تو اس پر حد جاری کی جاتی۔"[19]

یہ فرمان عدل کے حوالے سے طبقاتی رویوں کی مذمت کرتا ہے، جو آج کے عدالتی نظام میں بھی دیکھنے کو ملتا ہے، جہاں بااثر افراد کو رعایتیں دی جاتی ہیں اور غریب کو سالوں انصاف کے لیے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فیصلوں میں سادگی، شفافیت اور بروقت عدل کو لازم قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جس کو اللہ نے قاضی بنایا اور وہ علم کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے، تو وہ جنت میں جائے گا۔"[20]

یہ حدیث بتاتی ہے کہ عدالتی عمل علم، اخلاص اور عدل سے مشروط ہے، نہ کہ صرف رسمی قانونی کارروائی سے۔

خلافتِ راشدہ کے عدالتی نمونے

خلافتِ راشدہ کا دور اسلامی عدالتی نظام کا سنہری دور تھا، جہاں عدل کی بنیاد تقویٰ، قانون کی بالادستی اور حکومتی بے لاگ احتساب پر رکھی گئی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے قاضی شریح، قاضی ابو درداء اور دیگر قاضیوں کو واضح ہدایات دیں کہ وہ امیر و فقیر میں کوئی فرق نہ کریں اور جلد فیصلے کریں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اَلْعَدْلُ أَسَاسُ الْمُلْكِ، يُقِيمُ الدَّوْلَةَ وَإِنْ كَانَتْ كَافِرَةً، وَالظُّلْمُ يُدَمِّرُهَا وَإِنْ كَانَتْ مُسْلِمَةً"[21]

"عدل حکومت کی بنیاد ہے، یہ ایک کافر ریاست کو بھی باقی رکھتا ہے اور ظلم ایک مسلمان ریاست کو بھی برباد کر دیتا ہے۔"

حضرت علیؓ کے دور میں "قاضی" بننے کے لیے علمی، اخلاقی اور دینی اعتبار سے غیر معمولی قابلیت شرط تھی۔ انہوں نے قاضی شریح کو جو خطوط لکھے، ان میں غیر جانبداری، بروقت فیصلے اور عوامی آسانی کو اولین اصول قرار دیا۔[22]

خلافتِ راشدہ میں عدلیہ ایک خود مختار ادارہ تھی جو کسی حکمران کے زیر اثر نہیں تھی۔ قاضی کو بیت المال سے تنخواہ دی جاتی تھی تاکہ وہ مالی لحاظ سے کسی کا محتاج نہ ہو اور فیصلے میں آزاد ہو۔ موجودہ دور میں بھی اگر عدلیہ کو مکمل خود مختاری دی جائے اور قاضیوں کے تقرر میں اہلیت و دیانت کو بنیاد بنایا جائے تو عدالتی تاخیر جیسے سنگین مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

موجودہ عدالتی نظام اور اسلامی عدل: تقابلی جائزہ

اسلامی عدل کا تصور صرف قانونی ضوابط تک محدود نہیں بلکہ ایک ہمہ گیر معاشرتی اور اخلاقی فریم ورک پر مبنی ہے، جو فرد کی شخصیت، ریاست کے نظم اور سماجی توازن کو مربوط کرتا ہے۔ اس کے برعکس موجودہ عدالتی نظام، بالخصوص پاکستان میں، نوآبادیاتی اثرات کا عکاس ہے جس میں انصاف ایک پیچیدہ، وقت طلب اور اکثر مہنگا عمل بن چکا ہے۔ عدالتی تاخیر، مالی بدعنوانی، اور غیر مؤثر احتساب جیسے عوامل نے عوام کا عدلیہ پر اعتماد کمزور کر دیا ہے۔ ان چیلنجز کے مقابلے میں، اسلامی نظامِ

قضا نہایت سادہ، تیز رفتار اور اخلاقی اقدار سے جڑا ہوا تھا، جہاں قاضی کے لیے دیانت، تقویٰ اور ذمہ داری بنیادی اوصاف تھے۔ اس تحقیقی جائزے میں ہم موجودہ عدالتی نظام کی ساخت، اسلامی قضا سے تقابل، دیانت و تاخیر کی کیفیت اور عدالتی احتساب کے اصولوں کا تجزیہ کریں گے، تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کس طرح اسلامی عدالتی اقدار آج کے نظام کو بہتر اور مؤثر بنانے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔

موجودہ عدالتی نظام کی ساخت

موجودہ عدالتی نظام، بالخصوص پاکستان میں، برطانوی نوآبادیاتی ورثے پر مبنی ہے، جو Common Law سسٹم سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس نظام کی بنیادی خصوصیات میں تحریری مقدمات، وکیل کی معاونت اور کئی مراحل پر مشتمل اپیل کا حق شامل ہے۔ اس نظام میں عدالتی عمل پیچیدہ، وقت طلب اور اکثر مالی بوجھ والا ہوتا ہے، جس کا اثر عام شہری کی رسائی اور انصاف کے حصول پر پڑتا ہے۔

پاکستان میں عدالتیں تین بنیادی سطحوں پر کام کرتی ہیں: ضلع عدالتیں، ہائیکورٹس اور سپریم کورٹ۔ اس کے علاوہ خصوصی عدالتیں بھی ہیں جیسے انسدادِ دہشت گردی، احتساب اور فیملی کورٹس۔ اگرچہ ساخت مضبوط دکھائی دیتی ہے، مگر عملی طور پر یہ نظام مقدمات کی تاخیر، غیر ضروری التواء اور بدعنوانی جیسے مسائل کا شکار ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں تقریباً 23 لاکھ سے زائد مقدمات زیر التواء ہیں۔[23]

اس عدالتی ڈھانچے میں کاغذی کارروائیاں اور رسمی تقاضے اتنے زیادہ ہو چکے ہیں کہ عام شہری کے لیے انصاف کا حصول نہایت مشکل بن گیا ہے۔ دیوانی مقدمات میں فیصلے آنے میں 10 سے 15 سال لگ جانا ایک عام بات ہے، جو عدالتی نظام کی ساختی کمزوریوں کی علامت ہے۔

اسلامی نظامِ قضا سے تقابل

اسلامی نظامِ قضا ایک سادہ، شفاف اور تیز انصاف پر مبنی نظام تھا جس کی بنیاد قرآن، سنت اور اجتہادی اصولوں پر تھی۔ اسلامی عدلیہ میں قاضی نہ صرف قانون جاننے والا ہوتا تھا بلکہ وہ متقی، دیانت دار اور عوامی فلاح کا داعی بھی ہوتا۔ حضرت عمرؓ نے قاضیوں کو خصوصی ہدایات دی تھیں کہ وہ انصاف کو مؤخر نہ کریں اور فریقین میں تفریق نہ کریں۔[24]

اسلامی نظام میں فیصلے کے لیے گواہوں کی شہادت، حالات و شواہد اور فریقین کا مؤقف اہم ہوتا تھا۔ پیچیدہ تحریری کارروائی یا اپیل کی طویل شکلیں کم ہی ہوتی تھیں۔ اس سے انصاف جلدی اور عوامی سطح پر ممکن ہوتا۔ اسلامی قضا میں "قاضی الحسبہ" جیسے منصب بھی شامل تھے، جو فوری انصاف کے لیے بازاروں اور عوامی جگہوں پر تعینات ہوتے تھے۔

اگر اسلامی عدالتی اصولوں کو موجودہ نظام سے تقابل کیا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلامی نظام کم خرچ، جلد فیصلہ دینے والا اور کردار پر مبنی تھا، جب کہ موجودہ نظام ادارہ جاتی بوجھ، مالی مفادات اور طول طویل عمل کا شکار ہے۔ موجودہ نظام

میں جج اور وکیل کی اجرت و مراعات پر توجہ ہے، جب کہ اسلامی نظام میں قاضی کا احتساب، تقویٰ اور زہد لازم سمجھا جاتا تھا۔

عدالتوں میں دیانت، تاخیر اور ذمہ داری کا فرق

اسلامی عدلیہ میں قاضی کا تقویٰ، دیانت اور عدل پسندی اس کے انتخاب کی بنیادی شرط تھی۔ قاضی شریح، حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ جیسے خلفاء کے دور میں عدلیہ نہایت ذمہ داری اور دیانت سے اپنا کردار ادا کرتی تھی۔ قاضیوں کے فیصلے مختصر، مدلل اور فوری نافذ العمل ہوتے تھے۔[25]

موجودہ عدالتی نظام میں دیانت کے حوالے سے شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ بعض جج حضرات پر مالی بدعنوانی اور سیاسی وابستگی کے الزامات سامنے آتے رہے ہیں، جو عدلیہ کے وقار کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کے برعکس اسلامی نظام میں قاضی کی جوابدہی خلیفہ یا امیر کے سامنے براہ راست ہوتی تھی اور ان پر اعتراض کی صورت میں عزل کیا جا سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کئی قاضیوں کو صرف اس شک پر ہٹا دیا کہ وہ عوام میں اعتماد کھو رہے تھے۔

عدلیہ میں تاخیر ایک ایسا مسئلہ ہے جو عوامی اعتماد کو ختم کرتا جا رہا ہے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت علیؓ کا مشہور واقعہ، جب ایک یہودی کے ساتھ عدالتی مقدمہ ہوا اور قاضی نے فیصلہ شواہد کی بنیاد پر یہودی کے حق میں دیا، عدلیہ کے عملی عدل کی بہترین مثال ہے۔ موجودہ نظام میں ایسے واقعات کمیاب ہو چکے ہیں، جہاں فیصلے دیانت، بروقتی اور ذمہ داری سے دیے جائیں۔

عدالتی جوابدہی کے اسلامی اصول

اسلامی عدلیہ میں جوابدہی نہایت مضبوط اصول تھا۔ قاضی صرف قانون کے پابند نہیں بلکہ شریعت، تقویٰ اور اخلاقی اصولوں کے بھی پابند تھے۔ حضرت عمرؓ اکثر قاضیوں سے پوچھ گچھ کرتے اور ان کے مالی معاملات کا حساب لیتے تاکہ عوام کے اعتماد کو قائم رکھا جا سکے۔[26]

قاضیوں کی جوابدہی کا ایک منفرد نظام یہ تھا کہ ان کے فیصلوں کو عوامی ردعمل کی روشنی میں بھی جانچا جاتا تھا۔ اگر قاضی عوام میں مقبول نہیں ہوتا یا اس کے فیصلوں میں جھکاؤ محسوس ہوتا، تو اسے معزول کر دیا جاتا تھا۔

موجودہ نظام میں عدالتی احتساب کے ادارے کمزور اور غیر مؤثر ہو چکے ہیں۔ Supreme Judicial Council جیسے ادارے موجود ضرور ہیں مگر ان کا کردار محدود اور اکثر غیر فعال رہتا ہے۔ اسلامی تصورِ جوابدہی میں صرف عدالتی احتساب نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی جوابدہی بھی شامل تھی، جو جج کو اندرونی طور پر احساسِ ذمہ داری سے منسلک رکھتی تھی۔

عدالتی اصلاحات: اسلامی نقطۂ نظر سے تجاویز

اسلام ایک جامع ضابطۂ حیات ہے جو فرد، معاشرہ اور ریاست کے ہر پہلو کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ عدل و انصاف اسلامی تعلیمات کا بنیادی ستون ہے، جس کے بغیر کسی معاشرے میں پائیدار امن، ترقی اور اخلاقی استحکام ممکن نہیں۔ قرآن و سنت میں عدل کو نہ صرف عبادت کے درجے پر فائز کیا گیا ہے بلکہ ریاستی نظم و نسق کی بنیاد بھی قرار دیا گیا ہے۔ موجودہ

عدالتی نظام کو درپیش چیلنجز—جیسے تاخیرِ انصاف، قاضیوں کی اخلاقی تربیت کی کمی، فریقین کے ساتھ غیر مساوی سلوک، اور سست عدالتی عمل—اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مؤثر طریقے سے حل کیے جاسکتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے اسلامی عدلیہ کے چار بنیادی اصول سامنے آتے ہیں: عدالتی نظام میں وقت کی پابندی، قضاۃ کی تربیت اور کردار سازی، فریقین کے حقوق کا تحفظ، اور عدلیہ میں ٹیکنالوجی اور متبادل نظام انصاف (ADR) کا فروغ۔ ان اصولوں پر عمل درآمد کے ذریعے نہ صرف اسلامی عدل کے اعلیٰ معیار حاصل کیے جاسکتے ہیں بلکہ موجودہ نظام کو بھی عوام دوست اور مؤثر بنایا جاسکتا ہے۔

i. عدالتی نظام میں وقت کی پابندی

اسلامی عدلیہ کی بنیادی خصوصیت "فوری انصاف" ہے۔ قرآن مجید میں سورۃ النساء میں عدل کا حکم بغیر کسی تاخیر کے دیا گیا:

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہتے ہوئے اللہ کی خاطر گواہی دو..." [27]

یہ آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ عدل میں تاخیر نہ ہو، کیونکہ تاخیر بذاتِ خود ظلم کا دروازہ ہے۔

پاکستان میں عدالتی تاخیر کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اسلامی اصول پر مبنی "وقت کی پابندی" کو عدالتی عمل کا لازمی جزو بنایا جانا چاہیے۔ مقدمات کے فیصلے کے لیے حتمی مدت مقرر کی جائے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے قاضی شریح کو ہدایت کی تھی کہ ہر مقدمہ جلد نمٹایا جائے، خواہ دن رات کام کرنا پڑے۔ [28]

موجودہ نظام میں "کیس مینیجمنٹ سسٹم" اور "ڈیجیٹل کیلنڈرنگ" جیسی سہولیات کو فروغ دے کر اسلامی اصول کے مطابق فوری انصاف کے حصول کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ عدالتوں میں ایک مؤثر ٹائم لائن، مقدمات کی الیکٹرانک نگرانی اور فریقین کے شیڈول کے مطابق فوری کارروائی اسلامی عدل کے تصور سے ہم آہنگ ہے۔

ii. قضاۃ کی تربیت اور کردار سازی

اسلامی عدالتی نظام میں قاضی کی اخلاقی تربیت، دینی شعور اور عدالتی بصیرت نہایت اہم سمجھی جاتی تھی۔ قرآن کریم نے عدل کو "تقویٰ کے قریب ترین" قرار دیا (المائدہ: 8) اور عدل کرنے والے کو اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک جنتی اور دو جہنمی، رہا جنتی تو وہ ایسا شخص ہو گا جس نے حق کو جانا اور اسی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ شخص جس نے حق کو جانا اور اپنے فیصلے میں ظلم کیا تو وہ جہنمی ہے۔" [29]

حضرت عمرؓ نے قاضی شریح اور دیگر قاضیوں کو تعینات کرتے وقت ان کی علمی، اخلاقی اور دینی صلاحیتوں کو مدِ نظر رکھا۔ قاضیوں کی تربیت صرف قانونی مہارت پر نہیں بلکہ دیانت، حلم، صبر اور عوامی خدمت کے جذبے پر کی جاتی تھی۔ آج بھی عدالتی نظام کو بہتر بنانے کے لیے قضاۃ کی تربیت میں اسلامی اخلاقیات اور فقہی اصولوں کی شمولیت ضروری ہے۔

اس مقصد کے لیے Judicial Academies میں اسلامی عدلیہ کے اصول، حضرت علیؓ، عمرؓ اور قاضی ایاز جیسے شخصیات کے فیصلے اور اخلاق کردار سازی کے ماڈیولز شامل کیے جائیں۔ اس طرح قاضی صرف قانون کے ماہر نہیں بلکہ دیانت دار، حلیم اور عوام دوست قاضی بھی بن سکیں گے۔

iii. فریقین کے حقوق کا تحفظ

اسلامی عدلیہ کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ فریقین کے حقوق کی حفاظت کو عدالتی عمل کا بنیادی ستون تصور کیا جاتا تھا۔ قرآن مجید سورۃ النساء (4:58) میں حکم دیتا ہے:

"کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو..." [30]

یہ آیت فریقین کے ساتھ مساوی سلوک کی بنیاد فراہم کرتی ہے، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کے عدالتی فیصلوں میں فریقین کو مکمل بات کہنے کا موقع، گواہوں کی تحقیق اور بغیر تعصب کے سماعت کی مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنے یہودی ہمسائے کے ساتھ عدالتی مقدمہ لڑا اور جب قاضی نے گواہ نہ ہونے کی بنا پر فیصلہ یہودی کے حق میں دیا، تو انہوں نے اسے قبول کیا۔ [31]

موجودہ عدالتی نظام میں غریب، کمزور اور ناخواندہ افراد کو فریق بن کر اپنے حقوق کا دفاع کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اسلامی اصول کے مطابق، عدالتی عمل کو ایسے بنایا جائے کہ ہر فریق کی عزت، آزادیِ بیان اور مساوی سماعت کو یقینی بنایا جا سکے۔ لیگل ایڈ، عدالت میں سہولت مراکز اور فریقین کے لیے عدالتی زبان کو آسان بنانے جیسے اقدامات ضروری ہیں۔

iv. ٹیکنالوجی اور عدلیہ: وقت کی ضرورت

اسلامی اصولوں کے مطابق عدل میں تاخیر باعثِ ظلم ہے اور جدید ٹیکنالوجی کو عدلیہ کا حصہ بنانا ایک شرعی تقاضا بن چکا ہے تاکہ انصاف فوری فراہم کیا جا سکے۔ جیسا کہ موجودہ دور میں وقت کی تیزی اور معلومات کی ترسیل کے ذرائع کا فروغ اسلامی اصول "رفع الحرج" کے تحت عدلیہ کی جدید اصلاحات کو جواز فراہم کرتا ہے۔

عدالتی عمل میں ای-فائلنگ، ویڈیو لنک کے ذریعے سماعت، آن لائن فیصلے کی فراہمی اور مقدمات کی ڈیجیٹل ٹریکنگ جیسے اقدامات فوری انصاف کے لیے ضروری ہیں۔ اسلامی اصول کے مطابق، اگر کوئی چیز عدل کو مؤثر بنانے میں معاون ہو اور شریعت سے متصادم نہ ہو، تو وہ "مصالح مرسلہ" کے تحت جائز ہے۔ [32]

پاکستان میں سپریم کورٹ نے حالیہ برسوں میں ورچوئل ہیئرنگز کا آغاز کیا ہے، جو عدلیہ میں ٹیکنالوجی کی شمولیت کی طرف مثبت قدم ہے۔ اس عمل کو نچلی سطح پر بھی متعارف کرانا اسلامی عدل کے اصولوں کی روشنی میں عدالتی تاخیر کے خاتمے میں مددگار ہوگا۔

v. غیر رسمی (Alternative Dispute Resolution) نظام کا فروغ

اسلام میں اختلافات کے حل کے لیے "تحکیم" (arbitration) اور "صلح" (mediation) جیسے ذرائع کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"اگر دو گروہوں میں جھگڑا ہو تو ان میں صلح کراؤ"[33]

اور مزید فرمایا:

"صلح بہتر ہے"[34]

یہ تعلیمات اس بات کی دلیل ہیں کہ غیر رسمی حل اسلامی نقطۂ نظر میں پسندیدہ اور مؤثر ہیں۔

اسلامی تاریخ میں غیر رسمی نظام کو "مجلسِ صلح"، "اہل حل و عقد" اور "عُرف" کی صورت میں رائج کیا گیا۔ دیہاتوں، قبائل اور شہروں میں تنازعات کو قاضی کے بغیر باہمی گفت و شنید، ضامنوں اور معززین کے ذریعے حل کیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے ایسے نظام کی سرپرستی کی اور اسے عدلیہ پر بوجھ کم کرنے کا ذریعہ بنایا۔

موجودہ عدالتی نظام میں بھی ADR مراکز اور پنچایت نما ثالثی نظام کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اسلامی اصولوں کی روشنی میں صلح کو مقدم رکھنے والا یہ نظام فوری، کم خرچ اور باہمی رضامندی پر مبنی ہونے کی وجہ سے معاشرتی عدل کا مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

نتیجہ وسفارشات (Conclusion & Recommendations)

اس تحقیق کا بنیادی مقصد عدالتی تاخیر کے اسباب اور اس کے نتیجے میں عوامی محرومی کو اسلامی عدل کے اصولوں کی روشنی میں جانچنا تھا۔ اسلامی عدل، جیسا کہ قرآن و سنت میں مذکور ہے، نہ صرف انصاف کے قیام بلکہ اس کے فوری نفاذ پر بھی زور دیتا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ"[35]

تحقیقی نتائج سے معلوم ہوا کہ موجودہ عدالتی نظام میں تاخیر کی بنیادی وجوہات میں مقدمات کی زیادتی، وکلا کی غیر حاضری، ججز کی قلت اور عدالتی اصلاحات کا فقدان شامل ہیں۔ عوام کی عدلیہ سے مایوسی، انصاف کے لیے دہائیوں تک انتظار اور مالی و نفسیاتی دباؤ نے نظام کو ناقابلِ اعتماد بنا دیا ہے۔

اسلامی تاریخ میں حضرت عمر فاروقؓ، قاضی شریحؒ اور امام ابو یوسفؒ کے عملی اقدامات سے واضح ہوتا ہے کہ عدالتی نظام میں وقت کی پابندی، قضاۃ کی دیانت اور فریقین کے ساتھ مساوات اسلامی عدل کے بنیادی اصول ہیں، جنہیں اپنانا وقت کی ضرورت ہے۔

عدالتی تاخیر کے اسلامی حل

اسلامی شریعت میں عدالتی تاخیر کو "ظلم" کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ اسلامی حل کے طور پر سب سے پہلے مقدمات کی تعداد کم کرنے کے لیے تحکیم (Arbitration) اور صلح (Mediation) کو ترجیح دی جائے۔ یہ طریقے رسول اکرم ﷺ کے دور سے رائج رہے اور خلفائے راشدین کے دور میں خاص طور پر فروغ پائے۔ اس سے نہ صرف عدلیہ پر بوجھ کم ہوتا ہے بلکہ فریقین میں باہمی اتفاق سے انصاف ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ قضاۃ کی تربیت میں دینی، اخلاقی اور انتظامی مہارتوں کی شمولیت ضروری ہے۔ اسلامی عدالتی نظام میں قاضی کو "امینِ عدل" سمجھا جاتا تھا، جسے سماجی دباؤ یا ذاتی مفاد متاثر نہیں کرتا تھا۔ نیز، فوری فیصلوں کے لیے مقدمات کی سماعت کے لیے مقررہ وقت کی حدود اور عدالتوں کی ڈیجیٹل اصلاحات بھی اسلامی اصولوں سے متصادم نہیں بلکہ ان کا عین تقاضا ہیں۔

پالیسی ساز اداروں کے لیے سفارشات

1. عدالتی اصلاحات میں اسلامی اصولوں کا نفاذ: قانون سازی کے دوران اسلامی فقہ کے اصولِ عدل، رفعِ حرج اور مصالحِ مرسلہ کو مدنظر رکھا جائے۔ پارلیمانی اور عدالتی کمیشنز میں فقہاء اور ماہرینِ شریعت کو شامل کیا جائے۔
2. قضاۃ اور وکلاء کی دینی و اخلاقی تربیت: جوڈیشل اکیڈمیز میں اسلامی عدالتی تاریخ، قاضیوں کے کردار اور عدل و مساوات کی عملی مثالوں کو نصاب میں شامل کیا جائے۔ حضرت علیؓ اور قاضی شریحؒ کے طرزِ عمل کو رول ماڈل بنایا جائے۔
3. ڈیجیٹل عدلیہ کا قیام: عدالتی کارروائی کی رفتار بڑھانے کے لیے ای-فائلنگ، ویڈیو سماعت اور کیس ٹریکنگ سسٹمز کو فروغ دیا جائے۔ یہ نہ صرف وقت کی بچت کریں گے بلکہ عوامی سہولت میں اضافہ ہوگا۔
4. غیر رسمی عدالتی نظام (ADR) کی سرپرستی: لوکل سطح پر ثالثی مراکز، پنچایت اور صلح کمیٹیوں کو قانونی حیثیت دی جائے۔ ان کے فیصلوں کو ابتدائی سطح پر تسلیم کر کے رسمی عدالتوں کے بوجھ کو کم کیا جائے۔

آئندہ تحقیق کے امکانات

اس موضوع پر مزید تحقیق کے کئی گوشے موجود ہیں۔ ایک اہم پہلو یہ ہے کہ مختلف اسلامی ممالک (جیسے سعودی عرب، ایران، ملائشیا) میں عدالتی اصلاحات کے تجربات کا تقابلی جائزہ لیا جائے تاکہ پاکستان کے لیے ایک قابلِ عمل ماڈل ترتیب دیا جا سکے۔

اسی طرح، مخصوص عدالتی اداروں (مثلاً فیملی کورٹ، سول کورٹ) میں عدالتی تاخیر کی نوعیت کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے اور ان کے اسلامی متبادل نظام پر تحقیق کی جا سکتی ہے۔

نیز، قاضیوں کی تربیت، وکلاء کی اخلاقیات اور عدالتی عملے کے کردار پر بھی الگ سے مطالعاتی تحقیقات کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ سسٹم میں اسلامی اصولوں کو ضم کیا جا سکے۔

ایک اور اہم میدان خواتین، اقلیتوں اور بچوں کے مقدمات میں عدالتی تاخیر پر اسلامی نقطۂ نظر سے تحقیق ہے، تاکہ

محروم طبقات کو عدل کی روشنی فراہم کی جاسکے۔ اس سے عدلیہ میں شفافیت، مساوات اور عوامی اعتماد کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے۔

مصادر و مراجع

[1] سورۃ النحل 90:16

[2] ابوداود، سنن ابی داود، کتاب الاقضیہ، باب فی القاضی یخطئ، حدیث نمبر: 3573

[3] Blackstone, William. Commentaries on the Laws of England. 4 vols. Oxford, 1765–1769.

[4] سید شریف رضی، نہج البلاغہ، ترجمہ: محمد الخوئی (البلاغہ فاؤنڈیشن، 1988) ص: 58

[5] Law and Justice Commission of Pakistan, Annual Judicial Statistics Report, 2023

[6] PLD 2019 SC 312 – Comments on infrastructure inadequacies by the Supreme Court

[7] Human Rights Commission of Pakistan (HRCP) Judicial Reform Report, 2022

[8] Ministry of Law & Justice Pakistan Budget Summary, 2022–2023

[9] ابوداود، سنن ابی داود کتاب الاقضیہ، باب کیف القضاء، حدیث نمبر: 3582

[10] سورۃ النحل 90:16

[11] سورۃ النساء 58:04

[12] ترمذی، سنن ترمذی، کتاب الاحکام، باب البینۃ علی المدعی، حدیث نمبر: 2321

[13] Daily Dawn, "Mob Lynching in Sialkot: A Reflection of Justice Delayed," December 2022.

[14] Human Rights Commission of Pakistan (HRCP), "Vigilantism and Mob Justice: A National Crisis", Annual Report 2022.

[15] بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد، حدیث نمبر: 6788

[16] سورۃ النحل 90:16

[17] سورۃ النساء 58:04

[18] سورۃ المائدۃ 08:05

[19] بخاری، صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحد، حدیث نمبر: 6788

[20] ترمذی، سنن ترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء عن رسول اللہ ﷺ فی القاضی، حدیث نمبر: 1322

[21] جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2004ء) ص: 135

[22] ابن ابی شیبہ، المصنف، ج: 7، ص: 234

[23] National Judicial Policy Making Committee Report, 2023

[24] یوسف القرضاوی، العدالۃ فی الاسلام، ص: 133

[25] ابن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1990ء) ج: 6، ص: 62-65

[26] سیوطی، تاریخ الخلفاء، ص: 133-136

[27] سورۃ النساء 135:4

[28] محمد بن جریر طبری، تاریخ الطبری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1987ء) ج: 3، ص: 303-305

[29] ابو داود، سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فی القاضی یخطئ، حدیث نمبر: 3573

[30] سورۃ النساء 58:04

[31] عزالدین ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1987ء) ج: 3، ص: 350

[32] شاطبی، الاجتہاد والمصلحۃ (بیروت: دار الکتب العلمیۃ 2003ء) ص: 42- ڈاکٹر محمد یوسف، اسلامی قانون اور جدید عدالتی اصلاحات (اسلام آباد: پریس آف اسلامک اسٹڈیز، 2022ء) ص: 119

[33] سورۃ الحجرات 09:49

[34] سورۃ النساء 128:04

[35] سورۃ النساء 58:04